نوجوان نسل

ابو عبداللہ اکرم راحیل

جب ہم تاریخ کے آئینہ میں گذشتہ اقوام و ملل کے عروج و زوال کی داستانیں پڑھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ نوجوان نسل ملک وقوم کا ایک ایسا قیمتی سرمایہ ہے جس پر ملک وملت کی ترقی و تنزلی منحصر ہے ۔ اگر کسی معاشرے کو تندرست و توانا نوجوان میسر آجائیں تو معاشرہ بھی صحت منداور توانا ہوگا بصورت دیگر وہ معاشرہ بیمار ثابت ہوگا۔ آج جس دور سے ہم گزر رہے ہیں میرے خیال کے مطابق نوجوان احساس کمتری کا شکار ہو چکا ہے کیونکہ معاشرہ اسے کوئی حیثیت نہیں دے رہا۔ اور نہ ہی نوجوان اس پوزیشن میں ہیں کہ اپنی عظمت رفتہ کو بحال کروائیں۔

اگر نوجوان کی ذمہ داریوں کا اجمالی جائزہ لیا جائے تو تین اہم ذمہ داریاں سامنے آتی ہیں۔

والدین کی فرمانبرداری:

نوجوان پر لازم ہے کہ جس طرح اس کے والدین نے اس کی بچپن میں پرورش کی اور اسے پروان چڑھایا اب یہ ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک اور آرام وسکون کا سبب بنے یہ اسی صورت ممکن ہے جب ان کی اطاعت کرے گا۔ اگر نوجوان آوارگی کا شکار ہوگیا اور نوجوانی کے عالم میں غلط مجالس اختیار کرلیں۔ رات کی تنہائیاں، سینما بینی میں اور دن کی گھڑیاں سونے میں گزاردیں تو وہ اپنی اس اہم ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونے کی بجائے والدین کیلئے مسائل کے پہاڑ کھڑے کردے گا۔ جس کے نتیجہ میں کبھی والدین اپنے نوجوان بیٹے کی بری عادات سے تنگ آکر خودکشی کر لیتے ہیں اور کبھی نوجوان بیٹا والدین کی لعن طعن اور نوک جھوک سے دلبرداشتہ ہو کر زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔ بعض اوقات نوجوان گھر سے راہ فرار اختیار کر لیتا ہے۔ اور اسی دوران ملک کے تخریب کار عناصر کے ہتھے چڑھ جاتا ہے۔ جنہیں ایسے ہی نوجوان کی ضرورتی ہوتی ہے۔ پھر یہ مفرور نوجوان تخریب کار بن کر ہزاروں جانوں کا بے جا خون بہاتا ہے۔ قتل وغارت ، دنگہ وفساد اس کی زندگی کا مقصد بن جاتا ہے۔ پھر کہیں پولیس مقابلہ میں ہلاک ہو کر اپنے جیسے ہزاروں نوجوانوں کی کھیپ تیار کر جاتا ہے جو آئندہ کیلئے اس کے مشن کو جاری وساری رکھتے ہیں۔ اخبارات جلی حروف میں خبر شائع کرتے ہیں کہ فلاں بن فلاں نامی گرامی تخریب کار پولیس مقابلہ میں ہلاک ہوگیا۔ پولیس آفیسر انعامات اور اعلیٰ گریڈ حاصل کرتے ہیں۔ اخبار کے رسیا خبروں پر تبصرہ کرتے ہیں۔ جب کہ مقتول کے وارث نوحہ گری میں مصروف ہوتے ہیں۔ کوئی بھی اصل محرکات پر غور نہیں کرتا صرف نتائج پر جھنجلاتا ہے۔ ایسا کیوں ہے؟ اس پر کبھی غور نہیں کیا البتہ ''کیا ہے؟'' کو ضرور ہدف تنقید بناتا ہے۔ یہ نوجوان تخریب کار کیوں بنا؟ اس نے اپنا ضمیر کیوں بیچا؟ قتل وغارت کے درپے کیوں ہوا؟ کیا یہ کہہ دینا کافی ہے کہ وہ چور ہے ڈاکو ہے تخریب کار ہے غدار ہے لہٰذا اسے یہی سزا ملنی چاہئے۔ محض نفرت اور مجرد اجتناب تو کوئی علاج نہیں یہ روگ اس وقت ہی ٹل سکتا ہے جب ہم سب ملکر اس کی تشخیص کریں گے آپ ایک کوڑھی کی بھی دیکھ بھال کرتے ہیں تپ دق کا مریض بھی آپ کی مساعی کا مرکز بنتا ہے۔ ایک اندھے کیلئے بھی آپ کا دل اچھلتا ہے۔ لیکن اس اخلاقی طاعون پر آپ چیں بچیں کیوں نہیں ہوتے؟ آپ کے اخلاق کی آگ کیوں کر نہیں دھکتی آپ کا ضمیر کیوں نہیں جھنجھوڑتا؟

اگر ہم تحقیق کریں تو سمگلروں، جواریوں، ڈاکوؤں اور چوروں کی تعداد بچاس فیصدی ایسے ہی نوجوانوں پر مشتمل ہوتی ہے۔

آئندہ نسل کیلئے نمونہ:

نوجوانوں پر دوسری اہم ذمہ داری یہ ہے کہ آئندہ آنے والی نسل کیلئے ایسا نمونہ اور نقوش چھوڑے کہ وہ اپنی زندگی میں اچھی عادات وخصائل کے راستے متعین کرسکیں۔

اس ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونے کیلئے نوجوانوں کو چاہیے کہ وہ ناشائستہ حرکات اور رذیل اخلاق سے کنارہ کش رہیں اگر اس کی گفتار وکردار میں ناشائستگی پائی جاتی ہے۔ تو چھوٹے بچے جو کہ نقالی میں مشہور ہیں ایسی گفتار وکردار کو اپنا کر اپنی زندگی خراب کر بیٹھیں گے۔ ماحاصل یہ ہے کہ نوجوان نسل چھوٹے بچوں کی تربیت کیلئے اہم کردار ادا کرسکتی ہے۔

ملک کے روشن مستقبل کی

ذمہ داری:

نوجوانوں پر تیسری اہم اور نازک ذمہ داری یہ ہے کہ اس نے آگے جا کر ملک وقوم کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لینی ہے۔ اور ملک کی ترقی کا انحصار اس کی قابلیت پر منحصر ہے اگر اس نے ایام شباب لھو ولعب میں بسر کئے تو یہ اس اہم ذمہ داری سے عہدہ برآء نہیں ہو سکے گا۔ بلکہ وہ قوم وملک کی پستی و تنزلی کا سبب بنے گا۔ اور آنے والی نسل اس پر نفرت کے تیر پھینکے گی۔ کیوں کہ اس کی نا اہلی اور غفلت کی وجہ سے ان کی آزادی چھن گئی۔

مذکورہ تین اہم ذمہ داریاں رکھنے والا نوجوان آخر اس قدر غفلت کا شکار کیوں ہے؟ اب ہمیں اس کے عوامل پر غور کر کے ان کا تدارک کرنا چاہیئے تاکہ نوجوان نسل والدین کے لئے باعث سکون و آرام اور آئندہ نسل کیلئے بہترین نمونہ اور ملک وقوم کیلئے ترقی کا زینہ بن سکے۔

والدین کی بے توجھی

سب سے پہلا والدین کی بے توجہی ہے والدین بچے کا پہلا مدرسہ اور سکول ہیں اگر اس مکتب میں بچے کی صحیح تربیت ہو جائے تو وہ تاحیات معاشرے کیلئے ایک مفید فرد ثابت ہوگا۔

لیکن جب ہم والدین کا اپنی اولاد سے ساتھ برتاؤ دیکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ اکثر والدین اپنی اولاد کے بارہ میں افراط وتفریط کا شکار ہیں کبھی بچے کے ساتھ اس قدر سختی کرتے ہیں جس سے وہ حوصلہ ہار بیٹھتا ہے اور احساس کمتری کا شکار ہو جاتا ہے اور بعض اوقات اس قدر محبت و پیار کیا کہ بچہ نازیبا حرکات کا عادی اور ادب و احترام کی حدود پھلانگ جاتا ہے۔ بعض والدین تو اولاد سے اس قدر غافل ہوتے ہیں کہ انہیں خبر تک نہیں ہوتی کہ ان کا بیٹا رات کی تنہائیاں کہاں بسر کرتا ہے اور دن میں کیسے لڑکوں کی صحبت اختیار کرتا ہے؟ وہ پڑھائی میں دل لگاتا ہے یا سکول سے فرار رہتا ہے۔ غرضیکہ بچہ مکمل طور پر آزاد ہو جاتا ہے۔ ابھی اس میں اتنی سوچ وفکر کی قوت نہیں ہوتی کہ وہ اچھے برے، مفید و نقصان دہ میں امتیاز کر سکے۔ جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بچے بے راہ روی کا شکا ہو کر ایام جوانی میں باغی ہو جاتے ہیں۔

بعض والدین جو اولاد کی تربیت کے اصولوں سے ناآشنا ہوتے ہیں وہ بچوں کے سامنے ایک دوسرے کو گالی گلوچ آپس میں لڑائی جھگڑا اور ایک دوسرے پر الزام و اتہام باندھتے رہتے ہیں جس کی بناء پر بچوں میں بھی یہ اخلاقی بیماریاں آہستہ آہستہ سرائیت کر جاتی ہیں۔

والدین کیلئے ضروری ہے کہ وہ اولاد سے پیار ومحبت اور غصہ و ناراضگی میں میانہ روی اختیار کریں اور ان کے سامنے ہر ایسی بات سے اجتناب کریں جس سے بچوں کی کردار کشی کا خطرہ ہو۔ اسلامی تعلیمات میں اسی مسئلہ کے بارے میں خاصی ہدایات موجود ہیں جس سے والدین کی آشنائی ضروری ہے۔

فارغ البالی اور آوارگی

نوجوانوں کی اکثریت فارغ البال رہتی ہے۔ اور ان کے نزدیک نوجوانی نام بھی اسی چیز کا ہے کہ اچھا کھانا، اچھا پہننا، اور کسی چوراہے پر بیٹھ کر دوستوں کیساتھ خوش گپیاں اڑانا یا پھر کسی شریف زادی پر کھا جانے والی نگاہیں دوڑانا اور کسی کی عزت کو تار تار کرنا مطلب یہ ہے کہ نوجوان کے سامنے زندگی کا کوئی نصب العین نہیں ہوتا اور نہ ہی وقت کی اہمیت کا احساس اور نہ ہی وقت کے استعمال کا طریقہ کار اگر کھیل میں لگے ہیں تو کئی کئی گھنٹے گزر گئے اور نوجوانوں کی اس دیرینہ خواہش کو کرکٹ نے پورا کر دیا ہے جو ختم ہونے کا نام نہیں لیتی۔ نوجوان بہت خوش ہیں کہ ہم انٹرنیشنل کھیل کھیل رہے ہیں یہ معلوم نہیں کہ ہمارے دشمن کی چال ہے کہ ہم اپنے اصل مقاصد کو بھول کر غفلت کی نیند سو جائیں۔

اگر ایک مخصوص وقت میں یہ کھیل کھیلا جائے تو کوئی مضائقہ نہیں لیکن دیکھنے میں آیا ہے کہ اس کھیل کے شوقین نوجوانوں کیلئے دن اور رات میں کوئی امتیاز نہیں رہتا۔

پھر اگر رات کو نوجانوں کی لہولعب کی مجلس بیٹھ گئی تو پوری پوری رات گزر جاتی ہے کوئی وقت کا خیال نہیں رہتا تو یوں نوجوانوں کے چوبیس گھنٹے بے ترتیبی، آوارگی اور غفلت میں گزرتے ہیں۔

اگر ہم جاپان کی آج سے چالیس سالہ قبل تاریخ کا مطالعہ کریں تو دنیا کے نقشے پر غریب ترین ملک نظر آتا ہے مگر آج اس کی ترقی کا طوطی بول رہا ہے۔ اس کی مصنوعات چین اور امریکہ کو مات کر گئی ہیں اس مختصر عرصہ میں اس قدر ترقی کس طرح کی؟ تحقیق سے پتہ چلا کہ جاپان میں ہر شخص خواہ بچہ ہے یا بوڑھا مرد ہے یا عورت ہر ایک کا ٹائم ٹیبل مقرر ہے اور اس کے چوبیس گھنٹے تقسیم ہیں۔ سونے، بیدار ہونے، کھیلنے پڑھنے اور ملاقات کے اوقات مقرر ہیں۔ بچہ جوان، بوڑھا اور عورت ہر ایک ٹائم ٹیبل کے مطابق چوبیس گھنٹے صرف کرتا ہے جس کے صلہ میں اللہ نے انہیں دنیا میں یہ دیا ہے کہ آج بازاروں میں لوگ جاپانی مصنوعات کو ڈھونڈتے پھرتے ہیں۔ اسلام نے جو ہمیں زندگی بسر کرنے کا طریقہ بتلایا تھا وہ غیروں نے اپنا لیا ہے۔

تمام اسلامی احکام وحدود وقت کی پابندی کا سنہری سبق دیتے ہیں نبی علیہ السلام نے رات جلدی سونے اور صبح جلدی بیدار ہونے کی ترغیب دی ہے فضول گفتگو پر وقت صرف کرنے سے منع فرمایا ہے۔ اور صرف تین کھیلوں کے علاوہ باقی کو لعب سے تعبیر کیا ہے۔ شمشیر زنی، شہسواری اور تیر اندازی ان کھیلوں کا مقصد بھی صرف جہاد کی تیاری ہے۔

المختصر نوجوانوں کو اپنے اوقات کا استعمال یا اس کی اہمیت کا احساس از حد ضروری ہے یہ اسی صورت میں ممکن ہے جب ان کی زندگی کا ایک نصب العین ہو جس کے حصول کیلئے ان کے شب و روز بسر ہوں۔ یہ عقدہ اسلام نے حل کر دیا ہے۔ کہ مسلمان کی زندگی کا نصب العین اللہ کے دین کی سربلندی اور اسے کائنات کے کونے کونے تک پہنچانا اور دشمنان اسلام کا قلع قمع کرنا ہے اب یہ اتنا عظیم مقصد ہے کہ جس کے حصول کیلئے اگر چوبیس گھنٹے بھی صرف کیے جائیں تو کم ہیں میری اکثر ان نوجوانوں سے ملاقات ہوئی جو کالجوں اور سکولوں میں پڑھتے ہیں۔ سب نے یہی شکایت کی کہ کالج میں آزادی اور فارغ البالی بہت ہے۔ بعض نوجوان صرف اسی فراغت سے فائدہ اٹھا کر بے راہ روی کا شکار ہو گئے۔ اور معاشرے کیلئے ایک ناسور بن گئے حکومت وقت کا یہ فرض بنتا ہے کہ نصاب تعلیم کے ساتھ ساتھ نوجوانوں کو ایک نظریہ حیات دیا جائے جس کی تیاری میں نوجوان ہر وقت مصروف رہیں۔

فحش ادب:

نوجوانوں کی ناگفتہ بہ حالت کا تیسرا سبب فحش لٹریچر ہے جو ناولوں، ڈائجسٹوں، اخبارات، ٹی وی اور وی سی آر کے ذریعے پھیلایا جا رہا ہے۔ رسالوں اور ڈائجسٹوں میں اس قسم کے مضامین قسط وار شائع کیے جاتے ہیں جس میں ڈاکہ زنی اور چور بازاری کے ایسے ایسے مغربی طریقے بتلائے جاتے ہیں کہ نوجوان عادتاً نہ سہی بطور تجربہ چوری اور ڈاکہ زنی میں پھنس جاتا ہے۔ پھر عشق و محبت کی داستانیں اور اس پر مستزاد ننگی تصویریں جلتی پر تیل کا کام دیتی ہیں اور نوجوان بے حیائی کی دلدل میں پھنس کر اپنی دنیا و آخرت برباد کر بیٹھتا ہے۔ پھر رات کے وقت سینما گھر کی رونقیں دیکھیں تو دل بیٹھ جاتا ہے کہ رات گئے تک نوجوانوں کی اخلاقی بربادی کیلئے شو دکھائے جاتے ہیں اس کے ساتھ اخبارات نے تو ان پروگراموں کی تشہیر کا ٹھیکہ اٹھا رکھا ہے۔

خدا کی پناہ کہ اس قوم کے نوجوانوں کی اخلاقی تباہی کے لئے یہودیوں نے شاید ہی کوئی دقیقہ فروگذاشت کیا ہو گا اب تو سینما کی آمدنی کو ملکی معیشت کا حصہ سمجھ لیا گیا ہے اور اسے ملکی ترقی کیلئے استعمال کیا جا رہا ہے۔ حکومت خود اس کی پشت پناہی کر رہی ہے۔ اور ان چیزوں کا نام سیر و تفریح رکھ دیا گیا ہے غرض فحش ادب نے نوجوان نسل کی کرداری کشی میں خاصہ کردار ادا کیا ہے اور کر رہا ہے یہ تو حکومت کا فرض تھا کہ اس کا سدباب کرے مگر

گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

اب یہ نوجوانوں کا فرض بنتا ہے کہ اس قسم کے سامان تفریح سے اجتناب کریں۔ اسلامی تعلیمات سے بہرہ ور ہو کر یہودی سازشوں کا مقابلہ کریں والدین اور علماء کرام نوجوانوں کو ان چیزوں کے نقصانات سے آگاہ کریں اور سب مل کر حکومت سے مطالبہ کریں کہ ان تمام حیا باختہ اشیاء کو بند کیا جائے جو نوجوانوں کے اخلاق کو تباہ کر رہی ہے۔

بقیہ:- جادو کی حقیقت

وجہ سے عورت کمزوری کا شکار ہو جاتی ہے۔ کسی کو پتہ ہو یا نہ ہو۔ علاج اولاد نرینہ کا ہے۔

نوٹ: ہمارے ہاں اولاد نرینہ کے علاج کیلئے کراماتی اور قیمتی اجزاء سے تیار شدہ ادویات ہیں۔ جو الحمد للہ ثم الحمد للہ پشت ہشتم سے چلی آ رہی ہیں۔ دواء صرف اور صرف حمل کے 61,62,63 ویں دن استعمال کروائی جاتی ہے۔ صرف 15 یوم دواء کھانی ہوتی ہے۔ تو انشاء اللہ الرحمٰن خدائے واحدہ لاشریک اس جوڑے کو اولاد نرینہ سے نوازتا ہے۔ فون کر کے معلومات کر سکتے ہیں۔ 0431.297063 اور 0300.6475283

حکیم ابن حکیم عبدالستار ندیم عفا اللہ عنہ۔

تو بات ہو رہی تھی جو خدمت خلق کے جال میں پھنسا کر لوگوں کو لوٹتے ہیں۔ ان اخباروں میں انکی اتنی دوہائی ہوتی ہے۔ کہ ہم سے آ کر اولاد نرینہ حاصل کرلو۔ معاذ اللہ۔ جس طرح اولاد نرینہ کا ڈھونگ رچا رکھا ہے۔ جادو ایک حقیقت ہے۔ اور اسکا علاج ہمارے رہبر ﷺ کے بتائے ہوئے طریقے سے کرنا چاہیے۔ نا کہ خود ساختہ طریقہ پر کرنا چاہیے۔ اور ہر وہ چیز جو ہماری شریعت میں جسکا وجود تک نہ ہو۔ اس کا اقرار کرنا اور تصدیق کرنا بھی کفر ہے۔ وہ بدعات کے زمرے میں آتا ہے۔ ہمارے مذہب اسلام میں کسی بدعت کی گنجائش نہیں ہے اسلئے آپ ﷺ نے فرمایا ''کل بدعة ضلالة وکل ضلالة فی النار'' (بخاری، مسلم)۔ جادو کا علاج وغیرہ کرنے پر ہم آخر میں بیان کریں گے۔ پہلے ہم انکو ایک اور شکل میں بیان کرتے ہیں۔ اور ان کا حربہ بتاتے